اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَ

مَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ج [پ ۲۸ الحشر (۵۹) : ۷]

"جو تمہیں رسولؐ دیتا ہے، وہ لے لو، اور جس سے وہ تمہیں روکتا ہے [اس سے] رک جاؤ"

زیورِ اخلاق

از قلم

ماریہ نزہت حسامی

ناشر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہند

جامع احمدیہ قلمدان پورہ سرینگر کشمیر ۱۹۰۰۰۲

بار اوّل ۱۹۹۷ء عدد ۲۰۰۰

مطبوعہ :-

www.aaiil.org

حرفِ اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو مسلمان دین کے متعلق چالیس احادیث نبویہ محفوظ کرے گا تاکہ مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچے، اس کو قیامت کے دن حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شفاعت و شہادت نصیب ہوگی۔

اس حدیث شریف کے پیش نظر بہت سے علماء کرام نے چالیس چالیس احادیث پر مشتمل رسالے تالیف کئے ہیں۔ ایسے رسالوں کو اربعین کہتے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شفاعت و شہادت (گواہی) کے شوق سے میں نے بھی یہ اربعین تالیف کی، اور طلباء کے لئے **زیورِ اخلاق** نام سے شائع کی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ میری اس کوشش کو قبول فرما کر اس کا ثواب ہماری پیاری ماں بہت پیاری، جان سے بھی پیاری **زینب بنتِ** مرحوم محمد خلیل اللہ صاحب بغدادی کی روح کو پہنچائے۔ آمین

ہماری شفیق ماں بتاریخ ۶ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ مطابق ۲ نومبر ۱۹۸۴ء بروز منگلوار بوقت مغرب اٹھتالیس سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ کو پیاری ہوئی، اور ہماری چشم سر سے اوجھل ہو گئی لیکن وہ ہمارے چشم تصور کے سامنے ہے، وہ خوابوں کے جھروکوں سے جھانکتی رہتی ہے اور ہمیں اپنا پُر خلوص مادرانہ پیار دیتی رہتی ہے، ہماری ماں ہمارے من کی دنیا کی رانی ہے۔

میرے والدِ محترم پروفیسر نورالدین زاہد صاحب سلمہُ اللہ نے زیورِ اخلاق کی تیاری میں جو مدد دی اسکے لئے ان کا شکر واجب ہے۔ اگر ان کی تحریک اور مدد نہ ہوتی تو شائد میں یہ کام نہ کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے اور آئندہ بھی ان سے استفادہ و استمداد کے مواقع بخشے۔ آمین

زیورِ اخلاق میں زیادہ احادیث بخاری شریف پارہ ۲۴ و ۲۵ کتاب الادب (۷۸)، و پارہ ۲۶ و ۲۷ کتاب الرقاق (۸۱) سے لئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی چند احادیث ہیں۔ سب کے حوالے مکمل اور فضل الباری ترجمہ صحیح بخاری کے مطابق ہیں۔

مخلصہ

ماریہ نزہت حسامی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ ۔ اَمَّا بَعْد

قرآن مجید اسلامی تعلیمات کا پہلا بنیادی سرچشمہ ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا پاک کلام ہے جو فصیح عربی زبان میں وحی کے فرشتہ جبریل کے ذریعہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر تیئیس ۲۳ سال کے عرصہ میں نجماً نجماً نازل ہوا۔

اس کے بعد خود جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ہدایات و فرمودات اسلامی تعلیمات کا دوسرا سرچشمہ ہے، آپ کے ہدایات و فرمودات کو **حدیث** (جمع احادیث) کہتے ہیں، دیندارانہ مومنانہ زندگی گذارنے کے لئے ضروری ہے کہ آدمی **قرآن** اور **حدیث** دونوں سے حسبِ ضرورت واقف اور دونوں پر حتّی الامکان عامل ہو۔

ان چند اوراق میں احادیث کی سب سے بڑھکر معتبر اور صحیح ترین کتاب صحیح بخاری کا ایک انتخاب اختصار کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

اچھے اخلاق کی اہمیّت

حضرت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:-

(۱) اِنَّ مِنْ اَخْیَرِکُمْ اَحْسَنُکُمْ خُلُقاً (ک الادب (۸) باب (۳۸) ح (۱) (عبداللہ بن عمرو)

"بے شک تمہارے سب سے اچھے آدمیوں میں سے ہے وہ جو سب سے بہتر ہے اخلاق کے لحاظ سے" یعنی سب سے بہتر آدمی وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔ اس حدیث میں حسن اخلاق کو نیکی کا معیار قرار دیا گیا ہے۔

(۲) اِنَّ خِیَارَکُمْ اَحَاسِنُکُمْ اَخْلَاقًا (ک (۸) باب ۴۹ ح ۲) (ابن عمرو)

بے شک تمہارے بہترین لوگ ہیں وہ جو تمہارے بہترین ہیں اخلاق کے لحاظ سے" ــــ یعنی تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں"۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ اسلام میں اچھے اخلاق کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ نیکی، شرافت، بزرگی کا معیار اخلاق ہی ہیں۔

۲ دو نعمتیں

نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیْهِمَا كَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ۔ (ک (۸۱) باب (۱) ح (۱) (ابن عباس)

دو نعمتیں ہیں، دھوکہ کھاتے ہیں ان میں بہت سے لوگ (وہ نعمتیں ہیں) صحت اور فراغت" یعنی انسان کو دو نعمتیں صحت اور فراغت ملی ہیں لیکن وہ آخرت کی پروا نہیں کرتا، وہ یہ نہیں سوچتا کہ یہ نعمتیں رہنی والی نہیں، اس لئے وہ لاپروائی کرتا ہے ان نعمتوں سے فائدہ نہیں اٹھاتا اس لئے ان نعمتوں کے بارے میں دھوکہ کھاتا ہے

(۳) کم ہنستے، زیادہ روتے

لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِیْلًا وَّ لَبَكَیْتُمْ

کِتِسُ اُ (ک ۸۱ باب (۲۷) ح ۲ (انس)
اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں، یقیناً تم ہنستے تھوڑا اور یقیناً تم روتے بہت"

برے اعمال کا برا انجام اگر معلوم ہوتا تو برے اعمال والے بکثرت روتے۔

جنّت اور دوزخ دور نہیں

(۵) اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰی اَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلُ ذَالِكَ۔ [ک (۸۱) باب (۲۹) ح ۱ (ابن مسعود)]

"جنّت ہے زیادہ نزدیک تم میں سے کسی بھی شخص سے اسکے جوتے کے تسمے سے، اور آگ (یعنی دوزخ بھی) اسی طرح ہے" —— آدمی کے جوتے کے تسمے اس سے دور نہیں بلکہ اس سے بہت نزدیک ہیں، جنّت اور دوزخ اس سے زیادہ نزدیک ہیں، وجہ ظاہر ہے، انسان اچھا یا برا عمل کرتا ہے، عمل کا نتیجہ ساتھ ساتھ مرتب ہو جاتا ہے، اور یہی نتیجہ جنّت یا دوزخ ہے۔

نفسانی خواہشات کے نیچے دوزخ

(٦) حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ [ک (۸۱) باب (۲۸) [ابو ہریرہ]

"پردہ پڑ گیا ہے آگ پر نفسانی خواہشات کا اور پردہ پڑ گیا جنّت پر مشقتوں کا" —— گویا نفسانی خواہشات کے نیچے دوزخ ہے، اس لئے

جو آدمی صرف نفسانی خواہشات کی پیروی کرتا ہے وہ ضرور آگ یعنی دوزخ میں جا گرتا ہے۔

محنتوں اور مشقّتوں کو عموماً انسانی نفس پسند نہیں کرتا۔ اسی لئے ان کو اَلْمَكَارِهِ کہا لیکن ان کے نیچے جنّت ہے پس محنت اور مشقّت سے جنّت حاصل ہو سکتی ہے۔

ہر نیکی صدقہ ہے

(۷) كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ [ک (۸) باب (۳۳) ح ۱ (جابر بن عبد اللہ]

ہر نیک کام صدقہ ہے"

اس حدیث میں صدقہ کی تعریف کو وسیع کیا گیا ہے۔ یعنی صدقہ صرف مال خیرات دینے کو ہی نہیں کہتے۔ بلکہ ہر وہ کام صدقہ ہے۔ صدقہ کا اجر و ثواب پاتا ہے جو دوسروں کی بھلائی کے لئے کیا جائے۔

وَالِدَین

(۸) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے عرض کیا گیا:
اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:
اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِھَا نماز [پڑھنا] اسکے مقرّرہ وقت پر"
سائل [عبد اللہ بن مسعود] نے عرض کیا: ثُمَّ اَیٌّ پھر کون؟ یعنی

نماز کے بعد کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پیارا ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ پھر ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا"

سائل نے پھر عرض کیا:۔ ثُمَّ اَیٌّ پھر کون؟ تو حضورؐ نے فرمایا:۔ اَلْجِهَادُ فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ (پھر) اللہ کی راہ میں جہاد کرنا"

[بخاری ک الصلوٰۃ (۸) باب (۵) و ک (۸) باب (۱) ابن مسعود]

ماں باپ کے ساتھ نیکی کو نماز کے بعد ہی درجہ حاصل ہے۔ یہ جہاد سے بھی افضل ہے۔ پس معلوم ہوا کہ خدا و رسولؐ کے بعد ماں باپ کا ہی حق ہے۔

(۹) ایک شخص نبیِّ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں 'جہاد' کے لئے اجازت مانگنے آیا۔ تو حضورؐ نے اس سے پوچھا اَحَیٌّ وَالِدَاكَ کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے عرض کیا:۔ نَعَمْ ہاں (زندہ ہیں) تو حضورؐ نے فرمایا:۔ فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ پس انہی کی خدمت کا جہاد کرنا" یعنی ماں باپ کی خدمت کر۔ یہ جہاد ہے۔ اس پر جہاد کا ثواب ملتا ہے:۔ [بخاری ک۵، باب (۳) عبداللہ بن عمروؓ]

معلوم ہوا کہ انسانوں کی خدمت بھی ایک جہاد ہے اور اس میں سب سے بڑا مقام ماں باپ کی خدمت کو ہی حاصل ہے۔ اور ماں باپ کی خدمت کا مرتبہ خدا کی عبادت کے بعد ہی ہے۔

(۱۰) اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ [بخاری ک۵، باب (۶) مُغِيْرَہ]

"بے شک اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تم پر نافرمانی ماؤں کی" عرب سماج میں عورت بہت بے قدر تھی۔ ماں بھی کوئی عزت و احترام کا مقام نہیں رکھتی تھی۔ رسولِ رحمتؐ نے عورت ذات کو ذلت کے قعر سے اٹھا کر بامِ عزت پر پہنچایا اور ماں

کی نافرمانی کو گناہِ کبیرہ اور حرام قرار دیا۔

باقی رشتہ داروں کے متعلق

(۱۱) مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ رِزْقُهٗ اَوْ يُنْسَاَ لَهٗ فِيْ اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ۔ [بخاری پ کتاب البیوع (۳۴) باب (۱۳)/ک ۷۸: ۱۲ح ۱ (ابوہریرۃ)]

جس شخص کو اچھا لگے کہ اس کا رزق فراخ کر دیا جائے یا اسکی عمر دراز ہو، اسے چاہیئے کہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے۔

(۱۲) لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ [بخاری ک (۷۸) باب (۱۱) (جبیر بن مطعم)]

نہیں ہوگا داخل جنت میں رشتہ داری کاٹنے والا" ——— یعنی رشتہ داری کا تعلق کاٹنے والا شخص داخل جنت نہیں ہوگا۔

ہمسایہ کے متعلق

(۱۳) مَا زَالَ يُوْصِيْنِيْ جِبْرِيْلُ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ [بخاری ک۷۸ باب (۲۸) ح ۱، ۲ (عائشہ وابن عمر)]

"برابر وصیت کرتا رہا مجھے جبریل ہمسایہ کے متعلق یہاں تک کہ مجھے ظن ہوا وہ اس کو ضرور وارث بنا دیگا" یعنی جبریل کافی عرصہ تک ہمسایہ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی تاکید کرتے رہے۔ جبریل خود کوئی بات تو نہیں کہہ سکتا۔ یہ دراصل حکم الٰہی ہے۔

ہمسایہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، دونوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم ہے۔

(۱۴) حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ،

اللہ کی قسم (وہ شخص) ایمان ہی نہیں لاتا۔ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ اللہ کی قسم ایمان ہی نہیں لاتا۔ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ اللہ کی قسم ایمان ہی نہیں لاتا۔ کسی صحابی نے سنکر عرض کیا۔ وَمَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اور کون [ایمان نہیں لاتا] یا رسول اللہؐ تو حضورؐ نے فرمایا:۔ اَلَّذِیْ لَا یَأْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ وہ شخص [ایمان نہیں لاتا] جس کا ہمسایہ اسکی بدیوں سے امن میں نہ ہو۔

یعنی جسکی بُری حرکتوں سے ہمسایہ کو تکلیف پہنچتی ہے وہ صاحب ایمان نہیں ہے، وہ مسلم نہیں ہے، کامل مسلمان وہی ہے جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ [بخاری کتاب ۷۸ باب (۲۹) (ابو شریح)]

(۱۵) یَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَۃٌ لِجَارَتِھَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاۃٍ [بخاری کتاب الھبۃ (۵۱) باب (۱) ج ۱/ک ۷۸ باب (۳۰) (ابو ھریرۃ)]

اے مسلمان عورتو! کوئی بھی عورت اپنی پڑوسن کے لئے (کوئی چیز بطور تحفہ دینے کے لئے) حقیر نہ سمجھے، بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔

ایک دوسرے کو تحفہ بھیجنے سے تعلقات محبت بڑھتے ہیں، اور حسنِ سلوک کی عادت پیدا ہوتی ہے، بکری کے کھر کا ذکر کرکے یہ سمجھایا ہے کہ چھوٹی یا معمولی چیز کے بطور تحفہ بھیجنے کی تحقیر نہ کی جائے۔ نہ دینے والا تحقیر کرے نہ لینے والا۔

عورتوں کو بالخصوص خطاب فرمایا اس لئے کہ عورتوں کے تعلقات محبت کے بڑھنے سے بچوں اور مردوں کے تعلقات محبت بھی بڑھتے ہیں۔

ہمسایہ کا مسلمان ہونا ضروری نہیں، غیر مسلم بھی ہمسایہ ہو سکتا ہے اور وہ بھی اچھے تعلقات اور نیک سلوک کا مستحق ہے۔

مسلمانوں کے متعلق

(١٦) اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا

[بخاری پ۲ ک الصلوٰۃ (۸) باب ۸۸ / پ۲۵ ک ۷۸ باب ۳۶ (ابو موسیٰ)]

"مومن مومن کے لئے عمارت کی طرح ہے، ایک دوسرے کی قوت کا موجب ہے"

پیارے نبی صلعم نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھایا، ایسا کرنے کو عربی میں تشبیک کہتے ہیں، تشبیک سے آپ نے سمجھایا کہ مسلمان ایک دوسرے کو قوت بہم پہنچائیں۔

(١٧) تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكٰى عُضْوًا تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ جَسَدِهٖ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى۔ [بخاری پ۲۴ ک الادب (۷۸) باب ۲۷ (نعمان بن بشیر)]

تو دیکھے گا مسلمانوں کو آپس میں رحم، محبت اور مہربانی کے لحاظ سے ایک جسم کی مانند جب جسم کا ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو سارا جسم بیداری اور بخار میں مبتلا ہو کر پکارتا رہتا ہے"؛ گویا ایک مسلمان کی تکلیف سے سب مسلمان بے چین ہونے چاہئیں۔

(١٨) سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ۔ [بخاری پ۱ ک الایمان (۲) باب ۳۵ / پ۲۵ ک الادب (۷۸) باب ۴۴ (ابن مسعود)]

مسلمان کو گالی دینا فسق [اللہ و رسول کی نافرمانی] ہے اور اس سے لڑائی کرنا کفر [یعنی کافرانہ حرکت] ہے۔

(١٩) اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ

[بخاری پ۱ ک الایمان (۲) باب (۴) ابن عمرو]

کامل مسلم وہ ہے کہ محفوظ رہیں مسلمان اسکی زبان سے اور اس کے ہاتھ سے۔ یعنی وہی شخص کامل ایمان رکھتا ہے جو اپنی زبان اور اپنے ہاتھ سے مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچائے، نہ غیبت کرے، نہ بہتان تراشے، نہ بُرا نام رکھے، نہ طعنہ دے، نہ عیب شماری کرے، نہ گالی دے نہ کسی اور طرح سے ستائے اور تکلیف پہنچائے۔

ایک ارشاد نبوی ہے:۔ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ کامل مسلم وہی ہے جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے لوگوں کو تکلیف نہ پہنچے۔ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ آمِنَہُ النَّاسُ عَلٰی دِمَائِھِمْ وَاَمْوَالِھِمْ اور کامل مومن وہی ہے جس سے لوگ اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو محفوظ سمجھ کر مطمئن رہیں۔

گویا کامل مومن وہی شخص ہے جس سے کسی کی جان یا کسی کے مال کو کوئی خطرہ نہ ہو، سب لوگ اس سے مطمئن ہوں۔

[سُنَنِ نَسَائِی جلد ۳ کِتَابُ الْاِیْمَانِ وَشَرَائِعِہٖ (۴۷) بَابُ صِفَۃِ الْمُؤْمِنِ (۵) ح عـ (ابوہریرہ)]

(۲۰) اَلْمُسْلِمُ اَخُوالْمُسْلِمِ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یُسْلِمُہٗ نہ وہ خود اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے ظالم کے سپرد کرتا ہے وَمَنْ کَانَ فِیْ حَاجَۃِ اَخِیْہِ اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں ہو، کَانَ اللّٰہُ فِیْ حَاجَتِہٖ اللہ تعالیٰ اسکی حاجت پوری کرے گا۔ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَۃً اور جو شخص کسی مسلمان سے کوئی مصیبت دُور کرے گا فَرَّجَ اللّٰہُ عَنْہُ دور کرے گا اللہ تعالیٰ اُس سے کُرْبَۃً مِنْ کُرُبَاتِ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کوئی بڑی مصیبت قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے

وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا اور جو کسی مسلمان کے عیب پر پردہ ڈالے سَتَرَهُ اللّٰهُ اس کے عیب پر پردہ ڈالے گا اللہ تعالیٰ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قیامت کے دن"

[بخاری پ۹ کتاب فِي مَظَالِمِ وَالْغَضَب (۴۶) باب (۳) (عبداللہ بن عمرؓ)]

(۲۱) مَنْ رَمٰى مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ جس نے کسی مومن کو کافر کہا وہ اس کے قتل کے برابر ہے"۔ [بخاری پ۲۵ ک [۷۸] باب [۷۳] ح ۳ (ثابت)]

(۲۲) اَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِاَخِيْهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا

[بخاری پ۲۵ ک الْاَدَب (۷۸) باب ۷۳ ح ۲/ مسلم جلد۱ ک الْاِيْمَان (۱) باب ( ) ح (عبداللہ ابن عمرؓ)]

جو کوئی شخص اپنے بھائی سے کہے "اے کافر" تو ان دو میں سے ایک شخص اس (لفظ کفر) کا محل ضرور ہو گا یعنی مسلمان مومن کو کافر کہنے سے آدمی خود کافر ہو جاتا ہے۔

عام لوگوں کے ساتھ بدظنی سے بچو!

(۲۳) اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ دور رہو، بچو بدگمانی سے فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔ وَلَا تَجَسَّسُوْا اور مت ٹٹولو ایک دوسرے کے بھید، وَلَا تَحَسَّسُوْا اور مت کرو عیب جوئی، وَلَا تَبَاغَضُوْا مت رکھو آپس میں بغض، وَكُوْنُوْا اِخْوَانًا اور بھائی بھائی بن جاؤ"۔

[بخاری پ۲۱ ک النِّكَاح (۶۷) باپ (۴۶) ح ۲ و ۲۵ ک الْاَدَب [۷۸] باب (۵۷) ح ۱ (ابوہریرہؓ)]

بغض و حسد مت رکھو

(۲۳) لَا تَبَاغَضُوْا مت رکھو آپس میں بغض وَلَا تَحَاسَدُوْا مت رکھو آپس میں حسد وَلَا تَدَابَرُوْا اور ایک دوسرے کا بائیکاٹ مت کرو، وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ۔

[بخاری پ۲۵ کتاب الادب (۷۸) باب (۵۷) ح ۲ (انس)]

سب سے بُرے لوگ

(۲۴) اِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْ تَرَکَهُ النَّاسُ اَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ اِتِّقَاءَ فُحْشِهٖ [بخاری پ۲۵ ک الادب (۷۸) باب (۴۸) (عائشہ)]

لوگوں میں سب سے بُرا وہ ہے جس کی ملاقات کو چھوڑ دیں یا جس سے لوگ بھاگ جائیں اسکی فحش کلامی کے ڈر سے۔

نیک ساتھیوں کے ساتھ رہو

(۲۵) مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ مثال نیک ہم نشین کی وَالْجَلِیْسِ السُّوْءِ اور بُرے ہم نشین کی کَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ مشک (خوشبو) بیچنے والے کی مثال کی طرح وَکِیْرِ الْحَدَّادِ اور لوہار کی بھٹی (کی مثال کی طرح) ہے۔ لَا یَعْدَمُكَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْكِ خوشبو بیچنے والے سے تو خالی ہاتھ

نہیں آئے گا۔ (کچھ نہ کچھ لیکر ہی آؤ گے) اِمَّا تَشْتَرِ یْهِ یا تو اس سے کچھ خوشبو تم خرید لو گے، اَوْ تَجِدُ رِیْحَهٗ یا اسکی خوشبو سونگھو گے۔ وَکِیْرُ الْحَدَّادِ یُحْرِقُ بَیْتَكَ اور لوہار کی بھٹی تمہارے گھر کو جلا کر پھونک ڈالے گی اَوْ ثَوْبَكَ یا تمہارے کپڑے کو (جلا دیگی)۔ اَوْ تَجِدُ رِیْحَاً مِنْهُ خَبِیْثَةً یا تو پائے گا اس (بھٹی) سے بدبُو والا دھُواں"۔ غرض ؎ صحبتِ صالح ترا صالح کند
صحبتِ طالح ترا طالح کند

[بخاری پ۸ ک البیوع (۳۴) بَابٌ فِی الْعَطَّارِ وَ بَیْعِ الْمِسْكِ

(۳۸) فضل ج۲ ص۱۶۹ ح ۱۰۴۸ / پ۲۳ ك الذَّبَائِحِ وَالصَّیْدِ (۲۷) بابُ الْمِسْكِ

(۳۱) ۲۷ فضل ج۲ ص۱۳۰۵ ح م-۲۹۲۳ / مسلم جلد ۲ ك البِرّ والصِّلَة [۴۷] ب۴۴
[ابو موسیٰ]

حقیقی مفلس

(۲۷) اِنَّمَا الْمُفْلِسُ الَّذِیْ یُفْلِسُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

[بخاری پ۲۵ ک الادب (۷۸) باب (۱۰۲) عنوان]

مفلس وہی ہے جو قیامت کے دن مفلس ہوگا"

۱ قیامت کے دن نیک اعمال کام آئیں گی، اگر انسان دُنیاوی مال و دولت کا مالک ہوگا اسے دُنیا میں مفلس نہیں کہیں گے لیکن اگر نیک اعمال نہ ہُوں تو قیامت کے دن مفلس ہوگا۔

۲ ایک حدیث میں ارشاد ہوتا ہے کہ اگر کسی مسلمان نے دنیا میں کسی کو ستایا ہو تو قیامت کے دن مسلمان کی نیک اعمال کا ثواب اس مظلوم کو ملے گا، اس طرح بھی یہ مسلمان قیامت کے دن مفلس ہی رہے گا۔

آگ سے اپنا بچاؤ کرو

(۲۸) اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ "آگ (دوزخ) سے بچو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعہ سے ہی ہو۔ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ اگر یہ بھی نہ ملے فَبِکَلِمَۃٍ طَیِّبَۃٍ تو اچھی بات کہکر ہی صحیح"۔

[بخاری پ۶ ک الزکوٰۃ (۲۴) باب (۹) ح ع۳ / ۲۵ کِتَابُ الْاَدَب (۷۸) باب (۳۴) (عدیؓ بن حاتمؓ)]

زبان اور پاکدامنی

(۲۹) مَنْ یَّضْمَنْ لِّیْ مَا بَیْنَ لَحْیَیْہِ جو شخص مجھے ضمانت دے گا اُس چیز کی جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے"۔ [یعنی جو شخص اپنی زبان کے متعلق ضمانت دے گا کہ اس کا غلط ناجائز استعمال نہیں کرے گا] وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْہِ اور اس چیز کا جو اس کے دو پاؤں کے درمیان ہے۔ [یعنی پاک دامن رہنے کی ضمانت دے گا۔

اَضْمَنْ لَہُ الْجَنَّۃَ

"میں اُسے جنّت کی ضمانت دیتا ہوں"۔

[بخاری ۲۶ کِتَابُ الرِّقَاقِ (۸۱) باب ۲۳ ح ع۱ (سَہْلُ بْنُ سَعْدٍ)]

جو مسلمان اپنی زبان کا غلط استعمال نہیں کرے گا، یعنی جھوٹ، غیبت، بہتان، گالی، چغلی، طعنہ وغیرہ سے زبان آلودہ نہ کرے اور پاک دامن رہے۔

بدکاری اور بے حیائی کے کاموں سے بچے ، اس کو جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت کی ضمانت دیتے ہیں یعنی ایسا مسلمان ضرور جنت میں داخل ہوگا۔

رفعِ درجات

(۳۰) اِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَۃِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰہِ کبھی انسان اللہ کی رضا کی بات کہہ دیتا ہے۔ لَا یُلْقِیْ لَھَا بَالًا وہ (انسان) اپنی اس بات کو کوئی اہمیت نہیں دیتا ہے، وہ اسے معمولی بات سمجھتا ہے۔ یَرْفَعُ اللّٰہُ بلند کرتا ہے اللہ بِھَا اس (بات) سے، یعنی اس کی وجہ سے دَرَجَاتٍ درجے (اس انسان کے) وَاِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَۃِ مِنْ سَخَطِ اللّٰہِ اور کبھی انسان اللہ کی ناراضگی کی کہتا ہے لَا یُلْقِیْ لَھَا بَالًا وہ اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا یَھْوِیْ بِھَا فِیْ جَھَنَّمَ گرجاتا ہے وہ (ایسی بات کہنے والا) اس (بات) کی وجہ سے جہنم میں"

[بخاری پ۲۶ کتاب الرقاق (۸۱) باب (۲۳) ح ۶۴۷۸ ابو ہریرۃ]

معلوم ہوا کہ زبان کے استعمال میں بہت احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ گھروں، محلوں، گاؤں، شہروں اور ملکوں میں جو لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں ان کی اکثریت بدگمانی اور بدزبانی کا نتیجہ ہے۔

بیوہ اور مسکین

(۳۱) اَلسَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمَلَۃِ وَالْمِسْکِیْنِ کَالْمُجَاھِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

اَوِ الْقَائِمِ اللَّیْلَ وَالصَّائِمِ النَّهَارَ [بخاری پ۲۲ ک النفقات (۶۹) باب (۱) ح۳ م دپ۲۴ ک ۸ باب ۲۵ ح ۲ (ابوہریرہؓ)]

بیوہ اور محتاج (کی کفالت اور بہبودی) کے لئے کوشش کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ یا اس شخص کی طرح جو رات کو عبادت کے لئے جاگتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے"

جہاد کا مقصد قوم کو زندہ رکھنا ہے۔ بیوہ اور مسکین کی خبر گیری بھی قوم کی زندگی کیلئے ضروری ہے عبادت کا مقصد تزکیہ نفس ہے ضرورت مندوں کے لئے اپنا پیارا مال خرچ کرنے سے بھی تزکیہ نفس ہوتا ہے۔

یتیم کی کفالت

(۳۲) اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا۔

[بخاری پ۲۲ ک الطلاق (۶۸) باب (۲۵) ح۵ دپ۲۴ ک ۸ باب (۲۴) (سہل بن سعد)]

"میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے"۔—
یہ فرما کر حضورؐ نے دو انگلیوں سے اشارہ کیا۔

مقصد حدیث کا یہ ہے کہ جو مسلمان کسی یتیم کو پالے گا۔ اسکی پرورش، تعلیم و تربیت وغیرہ کے اخراجات برداشت کرے گا، وہ جنت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بہت قریب ہوگا۔

سچ اور جھوٹ کے پھل

(۲۳) اِنَّ الصِّدْقَ یَھْدِیْ اِلَی الْبِرِّ بے شک سچ (سچ بولنے والے کو) ہدایت کرتا ہے نیکی کی طرف وَاِنَّ الْبِرَّ یَھْدِیْ اِلَی الْجَنَّۃِ اور یقیناً نیکی (نیکی کرنے والے کو) ہدایت کرتی ہے، جنّت کی طرف وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَصْدُقُ اور برابر سچ بولتا رہتا ہے حَتّٰی یَکُوْنَ صِدِّیْقًا یہاں تک کہ وہ صِدّیق بن جاتا ہے، وَاِنَّ الْکَذِبَ یَھْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ اور یقیناً جھوٹ (جھوٹ بولنے والے کو) بدی کی طرف لے جاتا ہے، وَاِنَّ الْفُجُوْرَ یَھْدِیْ اِلَی النَّارِ اور یقیناً بدی (بدی کرنے والے کو) آگ میں پہنچاتی ہے، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَکْذِبُ اور انسان برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے، حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰہِ کَذَّابًا یہاں تک کہ اللہ کے پاس وہ کَذّاب لکھا جاتا ہے،

[بخاری پ۲۵ کتاب الْاَدب (۸)، باب (۶۹) ح۱ (عبداللہ بن مسعود)

سچ سب نیکیوں کی اور جھوٹ سب بدیوں کی جڑ ہے، سچ بولتے بولتے آدمی صِدّیق بن جاتا ہے، یعنی اس مقام پر پہنچتا ہے کہ پھر کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا، اور جھوٹ کی عادت سے انسان اللہ کے نزدیک ذلیل ہوجاتا ہے،

عُمدہ بات

(۲۴) اَلْکَلِمَۃُ الطَّیِّبَۃُ صَدَقَۃٌ " [بخاری پ۲۵ ک الادب (۸)، باب ۳۴ عنوان (ابوہریرہ)]

"عمدہ بات صدقہ ہے" یعنی عمدہ بات کرنے سے بھی مومن کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا [البقرہ (۲): ۸۳] یعنی "کہو لوگوں سے اچھی بات"

(۳۵) مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ جو شخص ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور یوم آخر پر فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ سو وہ تکلیف نہ دے اپنے ہمسایہ کو وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اور جو شخص ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور یوم آخر فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ سو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اور جو ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور یوم آخر پر فَلْيَقُلْ خَيْرًا اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے اَوْ لِيَصْمُتْ یا چپ رہے۔

[بخاری پ۲۴ کتابُ الادب (۷۸) باب (۳۱) ح۱ (ابوہریرہ)]

چغلی

(۳۶) لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ [بخاری پ۲۵ ک الادب (۷۸) باب ۵۰ (حُذَیْفَہ)] داخل نہیں ہوگا جنت میں چغلی کھانے والا

حیا

(۳۷) فَاِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْاِيْمَانِ

[بخاری پ۱ ک الایمان (۲) باب ۱۵/ پ۲۵ ک ۷۸ باب (۷۷) ابن عمر]

کہ حیا ایمان سے ہے"۔ یعنی شرم و حیا ایمان کا ہی ایک شعبہ ہے، ایمان والا

شرم وحیا والا ہوتا ہے ۔ بے شرمی بے حیائی ایمان کے خلاف ہے ۔

(۳۸) اَلْحَیَاءُ لَا یَاْتِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ

[بخاری پ۲۵ ک الادب (۷۸) باب ۷۷ ح ۱ (عمران)]

"حیا نہیں لاتی کچھ سوائے خیر" یعنی شرم وحیا کا نتیجہ ہمیشہ اچھا ہوتا ہے

فلمی نغمے

(۳۹) لَاَنْ یَّمْتَلِئَ کہ بھر جائے جَوْفُ اَحَدِکُمْ پیٹ تم میں سے کسی کا قَیْحًا پیپ سے یَرِیْہِ (اور) وہ اس پیپ کو دیکھتا ہو خَیْرٌ لَّہٗ یہ اُس کے لئے بہتر ہے مِنْ اَنْ یَّمْتَلِئَ شِعْرًا اس سے کہ (اس کا پیٹ) بھر جائے شعروں سے [بخاری پ۲۵ کتاب الادب (۷۸) باب (۹۲) ح ۲ (ابوھریرہ)]

یعنی اگر کسی شخص کا پیٹ گندہ خون اور پیپ سے بھر جائے اور یہی پیپ اسکی زندگی کو آہستہ آہستہ ختم بھی کر ڈالے ، یہ اَخلاقی اور رُوحانی لحاظ سے بہتر ہے ، اس کا دل و دماغ بے حیائی و بے شرمی سکھانے والے فحش اَشعار سے ۔ اَخلاق و آداب کو تباہ کرنے والوں نغموں اور گیتوں سے بھر جانے سے ۔ آجکل فلمی گیتوں سے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے دل و دماغ بھرے ہوئے ہیں ، وہ حضرت رسول کریم صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اس ارشاد پر غور کریں ۔

سڑک

(۴۰) اِیَّاکُمْ وَالْجُلُوْسَ عَلَی الطُّرُقَاتِ [اے مسلمانو! خبردار!] ہرگز

ہرگز سڑکوں پر مت بیٹھو"

صحابہ نے عرض کیا! "یا رسول اللہ! ہم سڑکوں پر بات چیت کے لئے بیٹھتے ہیں، تو حضورؐ نے فرمایا:۔

"اگر وہاں بیٹھنے کی مجبوری ہو تو سڑک کا حق ادا کرو" صحابہ نے عرض کیا: "مَا حَقُّ الطَّرِیْقِ" سڑک کا کیا حق ہے، تو آپؐ نے فرمایا:۔

(۱) غَضُّ الْبَصَرِ [یعنی نگاہ نیچی رکھنا]

(۲) وَكَفُّ الْاَذٰی [اور تکلیف نہ دینا]

(۳) وَرَدُّ السَّلَامِ [اور سلام کا جواب دینا]

(۴) وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ [اور نیک کام کی ہدایت کرنا]

(۵) وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ [اور برے کام سے روکنا]

[بخاری پ ۹ کتاب المظالم والغضب (۴۶) باب (۲۲) (ابو سعید خدری)]

(۶) یُمِیْطُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ صَدَقَةٌ

تکلیف دینے والی چیز کو رستے سے ہٹانا صدقہ ہے۔

[بخاری پ ۹ کتاب المظالم والغضب (۴۶) باب (۲۴) (ابو ہریرہ) (عنوان باب)]

صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا:۔

ایمان کی ستر (۷۰) یا ساٹھ (۶۰) سے زیادہ شاخیں ہیں، ان شاخوں میں سب سے بڑھ کر فضیلت والی شاخ توحید الٰہی کی گواہی دینا ہے، اور سب سے نچلی شاخ اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ [راستے سے تکلیف دینے والی چیز ہٹانا] ہے وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ اور شرم و حیا بھی ایمان کی ہی ایک اہم شاخ ہے۔

[صحیح مسلم جلد اول کتاب الایمان ( ) باب ( )]

ہمارے مسلمان بھائیوں نے اس ارشاد نبوی پر خوب عمل کیا، دن بھر دکانوں پر فلمی ریکارڈ بلند آواز سے چلائے جاتے ہیں، فلمی مخش تصویریں لٹکی رہتی ہیں، معمولی معمولی چیز کے ایڈورٹائزمنٹ کے لئے عورت کے بدن کی نمائش کی جاتی ہے۔

پتھر یا کنکر پھینکنا

(۴۲) نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَنِ الْخَذْفِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں پھینکنے سے منع کیا" وَقَالَ اور [حضورؐ نے] فرمایا: اِنَّهُ لَا يَقْتُلُ الصَّيْدَ اس سے شکار نہیں مرسکتا وَلَا يَنْكَأُ الْعَدُوَّ اور نہ یہ دشمن کو زخمی کرسکتا ہے۔ وَاِنَّهُ يَفْقَأُ الْعَيْنَ یہ صرف [کسی کی] آنکھ پھوڑ سکتا ہے وَيَكْسِرُ السِّنَّ اور [کسی کا] دانت توڑ سکتا ہے"

[بخاری پ کتاب الْاَدَب (۷۸) باب (۱۲۲) (عبداللہ بن مُغَفَّلٍ)]

آج ہمارے مسلمان نوجوانوں نے سرینگر کی گذرگاہوں کو کرکٹ کا میدان سمجھا ہے، اس سے جب کئی راہگیروں اور دکانداروں کے سر اور چہرے زخمی ہوئے، آنکھیں پھوڑیں، ناکیں زخمی ہوئیں، تو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو سڑکوں پر کرکٹ اور گلی ڈنڈا کھیلنا ممنوع قرار دینا پڑا۔ اس حکم امتناعی پر کیا عمل ہو رہا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔

ظلم حرام ہے

(۴۳) اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ [بخاری پ کتاب الْمَظَالِمِ وَالْغَضَبِ (۴۶) باب (۷) ۱۲ (عبداللہ بن عمرؓ)]

"ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہوں گے" ۔ یعنی بدبخت ظالم کیلئے اندھیرے ہوں گے۔"

صحیح مسلم شریف میں مروی ایک حدیث ہے:

اِتَّقُوا الظُّلْمَ [اے لوگو!] بچو ظلم کرنے سے [یعنی تم ظلم مت کرو] فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ کیونکہ ظلم اندھیرے ہوں گے قیامت کے دن" وَاتَّقُوا الشُّحَّ اور بچو تم کنجوسی سے' فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ کیونکہ کنجوسی نے تباہ کیا ان لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے حَمَلَهُمْ عَلٰی اَنْ سَفَكُوْا دِمَآءَهُمْ اسی نے ان کو اپنے خون بہانے پر اکسایا وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ اور اسی کی وجہ سے انھوں نے حرام چیزوں کو حلال بنایا"

[صحیح مسلم جلد ۶ کتاب البِرِّ وَالصِّلَةِ (۴۷) باب تحریم الظلم (۱۴)]

۲۶ (جابر بن عبداللہ)

مسلم شریف کے اسی باب کی پہلی ہی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یَا عِبَادِیْ اے میرے بندو! اِنِّیْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ بے شک میں نے حرام کیا ظلم کو عَلٰی نَفْسِیْ اپنے نفس پر۔ [یعنی میں خود کسی پر ظلم نہیں کرتا ہوں] وَجَعَلْتُهٗ بَیْنَكُمْ اور میں نے بنایا اس (یعنی ظلم) کو تمہارے درمیان مُحَرَّمًا حرام کی ہوئی چیز [یعنی ظلم کرنا تمہارے لئے بھی حرام ہے]

فَلَا تَظَالَمُوْا پس ایک دوسرے پر ظلم مت کیا کرو" [باب ایضاً ح ۵۵ ابو ذر]

اللہ تعالیٰ کی پکڑ

صحیح مسلم شریف کے اسی باب کی آخری حدیث مشہور صحابی حضرت ابو موسی

اَشعری سے مَروی ہے ،حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:۔
اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یُمْلِیْ لِلظَّالِمِ اللہ عزّ وجلّ بے شک مہلت دیتا ہے ظالم کو فَاِذَا اَخَذَہٗ پھر جب وہ پکڑتا ہے اس کو لَمْ یُفْلِتْہُ ہرگز نہیں چھوڑتا ہے اس کو"

یعنی اللہ تعالیٰ ظالم کی باگ ڈھیلی کرتا ہے، وہ خوب شرارت کرتا ہے بے قصوروں کو خوب ستاتا ہے، ان کے جان و مال کو نقصان پہنچاتا ہے، ان کی عزت پر حملے کرتا ہے، اس طرح وہ عذاب الٰہی کا مستحق بن جاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اُسے پکڑتا ہے اور چھوڑتا نہیں،

جب اللہ تعالیٰ پکڑتا ہے تو مال و دولت، دماغی قابلیت، اثر رسوخ، حکومت و اقتدار فوج اور خزانہ، ڈکٹیٹری غرض ہر متاثر چیز بے اثر بن جاتی ہے اور اللہ کی پکڑ سے چھڑا نہیں سکتی،

نرمی، حلیمی، اِنکساری

(۲۴) لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرَعَۃِ نہیں ہے (حقیقی) پہلوان [دوسرے کو] پچھاڑنے سے اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ صرف (حقیقی) پہلوان ہے وہی جو یَمْلِکُ نَفْسَہٗ اپنے نفس پر قابو رکھتا ہے عِنْدَ الْغَضَبِ غصہ کے وقت" یعنی حقیقی پہلوان وہ نہیں ہے جو کشتی لڑکر دوسرے کو گرا سکتا ہے، حقیقی پہلوان وہی ہے جو غصّہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے،

[بخاری پ۲۵ کتاب الادب (۸) باب (٦) ح ۱ (ابو ہریرہ)]

بخاری شریف کے اسی باب میں تیسری روایت ہے ایک شخص نے نبی کریمؐ

سے عرض کیا: اَوْصِنِیْ مجھے کچھ حکم دیجئے" تو حضورؐ نے فرمایا: لَا تَغْضَبْ غصہ مت کیا کر" اس شخص نے بار بار عرض دُہرایا۔ آپؐ نے بھی بار بار فرمایا:۔ لَا تَغْضَبْ" غصہ نہ کیا کرو"

(۴۵) اِنَّ اَبْغَضَ الرِّجَالِ اِلَی اللّٰہِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ

بے شک سب سے ناپسند شخص اللہ کے نزدیک (وہ ہے جو) سخت جھگڑالو ہے"[بخاری پ۹ کتابُ المظالم وَالغضب (۴۶) باب (۱۵) (عائشہ)]

(۴۶) یہود حضرت نبی کریمؐ کی خدمت میں آئے انہوں نے حسد اور بغض وعداوت کی وجہ سے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ [آپ پر سلامتی ہو] نہیں کہا۔ بلکہ اَلسَّامُ عَلَیْکُم [آپ پر موت ہو] کہا۔ گویا دعائے خیر وسلامتی کے بجائے بددعا دی۔ یہ بددعا حضورؐ نے بھی سُنی لیکن آپ نے صبر سے کام لیا۔ لیکن آپ کی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے برداشت نہ ہوا۔ اس لئے انہوں نے اس بددعا کے جواب میں بددعا دی لیکن رحمت والے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ مَھْلاً یَا عَائِشَۃُ! جانے دو اے عائشہ! اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الرِّفْقَ فِی الْاَمْرِ کُلِّہٖ۔ بے شک اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے نرمی کو، ہر معاملے میں۔

[بخاری پ۲۴ کتابُ الادب (۷۸) باب (۳۵) ح ۱ (عائشہ]

(۴۷) ایک اعرابی نے مسجد نبوی میں پیشاب کر دیا لوگ اسے مارنے کیلئے اُٹھے۔ لیکن رحمت والے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا تُزْرِمُوْہُ [مسلمانو!] "مت روکو پیشاب کرنے سے اس [اعرابی] کو" یعنی اس کو اگر پیشاب کرنے سے روکو گے تو اسے تکلیف پہنچے گی۔ اس لئے اسے مت روکو" ـــــ چنانچہ جب وہ اعرابی پیشاب سے فارغ ہوا تو آپ نے پانی کا ایک ڈول منگوا کر اس پیشاب پر بہایا۔

[بخاری پ۲۴ کتابُ الادب [۷۸] باب (۳۵) ح ۲ (انس بن مالک)]

(۴۸) یَسِّرُوْا آسانیاں پیدا کرو وَ لَا تُعَسِّرُوْا اور مشکلات پیدا مت کرو۔ وَ سَکِّنُوْا اور [لوگوں] کو تسکین دو۔ وَ لَا تُنَفِّرُوْا اور [اُن کے دلوں میں] نفرت مت پیدا کرو۔"

[بخاری پ۲۵ کتاب الادب (۷۸) باب (۸۰) ح ۲ (انس)]

(۴۹) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے پیارے نواسے حضرت حسنؓ سے پیار کرتے تھے۔ جب آپؐ نے ننھے منے حسنؓ کو بوسہ دیا تو اَقْرَعْ بِنْ حَابِسؓ نے عرض کیا:۔

"میرے دس بیٹے ہیں۔ لیکن میں نے کبھی کسی کو بوسہ نہیں دیا۔" تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔ مَنْ لَّا یَرْحَمْ جو رحم نہیں کرتا لَا یُرْحَمْ اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔"

[بخاری پ۲۴ کتاب الادب (۷۸) باب (۱۸) ح ۴ (ابوہریرہؓ)]

والدین کا بچوں سے محبت کرنا، آداب اور اخلاقِ اسلامی کا ایسا ہی ضروری حصہ ہے، جیسا اولاد کے لئے ماں باپ کی اطاعت اور ان کے ساتھ نیکی کرنا۔" [تفضل الباری جلد ۲ صہ ۱۳۶۹ نوٹ ۴]

(۵۰) حضورؐ نے فرمایا:۔ ایک بدکار عورت ایک کنوئیں کے پاس سے گذری۔ کنوئیں کے دہانے پر ایک کتا ہانپ رہا تھا۔ اور پیاس کی وجہ سے مرنے کو تیار تھا۔ اس عورت کو اس پر رحم آیا۔ اس نے اپنا چمڑے کا موزہ اُتارا۔ اسکے ذریعہ کنوئیں سے پانی نکال کر کتے کو پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس نیک کام کے عوض اس بدکار عورت کو بخش دیا۔

فَغُفِرَ لَهَا بِذَالِكَ

پس بخش دیا گیا اس [بدکار عورت] کو اس نیک کام کی وجہ سے"

[بخاری پ۱۳ کتاب بَدْءُ الْخَلْق (۶۰) باب (۱۷) ح ۲۷ (ابوہریرہؓ)]

ابو ہریرہ کی ہی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ہی واقعہ ایک آدمی کے ساتھ بھی ہوا، اُس نے بھی ایک کنویں سے اپنے موزے سے پانی نکال کر ایک جان بلب پیاسے کُتے کی جان بچائی اور اللہ تعالیٰ نے اس نیکی کی وجہ سے اس آدمی کی مغفرت کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ واقعہ سنایا تو صحابہ نے عرض کیا:۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَاِنَّ لَنَا فِی الْبَھَائِمِ اَجْرًا۔ یا رسول اللہ! کیا حیوانوں [کے ساتھ رحم کرنے] میں بھی ہمارے لئے اجر [ثواب] ہے؟ فَقَالَ تو حضور نے فرمایا:۔

فِیْ کُلِّ ذَاتِ کَبِدٍ رَطْبَۃٍ اَجْرٌ ہر تر جگر والی ذات [کے ساتھ رحم کرنے] میں اجر ہے۔

تر جگر والی ذات سے مراد زندہ جانور ہے۔

[بخاری پ۲۴ کتاب الادب (۷۸) باب (۲۷) ح ۲ (ابو ہریرہ)]

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں ان جواہر پاروں سے اپنی شخصیتیں سجانے کی توفیق بخشے، آمین، اور میری اس محنت کا ثواب میری پیاری زینب [مارچ ۱۹۳۶ - نومبر ۱۹۸۴ء] کو بخشے، اسے کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت و شفاعت عطا کرے، آمین ثم آمین۔

مجھے اور میرے سب عزیزوں کو سچے اسلام کے سچے خدمت گار بنائے، آمین